برکات القدمین
علیٰ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
المعروف
شبِ معراج اور روحِ غوث پاک رضی اللہ عنہ

مؤلف

علامہ محمد ذوالقرنین اصغر القادری

مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ، اسکیم 33 کراچی

ناشر جامعہ اصغریہ قادریہ، اسکیم 33 کراچی

قارئین کرام!

اس رسالہ میں ایک عظیم روحانی کرامت کا بیان ہے، جس کا تعلق تمام ولیوں کے سردار پیرانِ پیر، حضرت غوثِ اعظم دستگیر شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے اور وہ کرامت یہ ہے کہ جس رات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف ہوئی، اُس رات حضور پیرانِ پیر غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی روحِ مبارک بھی حاضر ہوئی، جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے......!

خبردار......! کوئی اپنی ناقص عقل کی بناء پر دِل میں کسی وسوسے کو لانے سے پہلے اس رسالے کو از اوّل تا آخر بغور پڑھے۔ انشاء اللہ اُس کا سینہ روشن ہوجائے گا اور اس کی حقیقت بھی واضح ہوجائے گی اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ارواح کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے نکال کر اُن سے اپنے رب ہونے کا عہد لیا جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۷۲-۳ میں موجود ہے۔ تو معراج کی رات سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روحِ مبارک کو حاضر کرنے میں کیا امر مانع تھا؟ کیونکہ ان اللّٰہ علیٰ کل شیئٍ قدیر بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

اظہارِ تشکر: میں اپنے استادِ محترم حضرت قبلہ علامہ سیّد نثار احمد شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ اور اپنے شفیق دوست حضرت علامہ محمد افضل امجدی زید مجدہٗ کا ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مبارک رسالے پر اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔

ذوالقرنین

تقریظ لطیف

صوفی باصفا خلیفہ حضور تاج الشریعہ والملۃ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید نثار احمد شاہ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ (امام وخطیب ومدرس جامعہ امجدیہ، کراچی)

الحمدللہ الحی القیوم القدیر المقتدر القادر والصلوٰۃ والسلام علیٰ النبی الاول الآخر الباطن الظاہر وعلیٰ اٰلہٖ المطاہر واصحابہ المظاہر وابنہ الکریم الغوث الاعظم الافخم الہمام السید الشیخ عبدالقادر .

رب کریم نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۔ (الاحزاب ۷) اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔ (کنزالایمان)

اور فرماتا ہے: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۔ (اٰل عمران ۸۱) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں ۔ (کنزالایمان)

اور فرماتا ہے: وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ o اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَکَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ کُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ (الاعراف ۱۷۲، ۱۷۳) اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے، کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائیگا جو اہل باطل نے کیا۔ (کنز الایمان)

سورۂ احزاب و اٰل عمران و اعراف کی آیات متذکرہ بالا سے نہ صرف انبیاء و اولیاء بلکہ جمیع صالحین نیز جملہ اولادِ آدم کا اپنی ولادت و وجودِ دنیوی سے قبل بقاعدہ اذا ثبت الشی ثبت بجمیع لوازمه، اپنے جملہ لوازماتِ وجود کے ساتھ موجود و مشہود ہونا ثابت ہوا اور جملہ صالحین بنو آدم میں حضرت غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ لہٰذا نتیجتاً ثابت ہوا کہ وہ بھی اپنی ولادت و وجودِ دنیوی سے قبل اپنے جملہ لوازماتِ وجود کے ساتھ موجود و مشہود تھے، جب تھے تو بموقع معراج ان کا حاضر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونا ممکن اور رب قدیر ہر ممکن پر قادر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o اب رہا اس ممکن کا وقوع تو یہ مولانا المکرّم فاضل جلیل حضرت علامہ مولوی ذوالقرنین قادری سلمہ تعالیٰ کے زیرِ نظر رسالہ مبارکہ میں مع ادلۂ عقلیہ و نقلیہ ملاحظہ فرمائیں جو سراسر فیض ہے امام اہل سنت، مجدد دین وملت، سیدنا الشیخ اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

نیز رسالہ مبارکہ مذکورہ کے ساتھ ضمیمہ مبارکہ بھی دیکھا جو سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے سلسلہ نسب کا منفرد وشاندار بیان ہے۔خداوند قدوس اسے مقبول بارگاہ فرما کر نافع ناس من العوام والخواص بنائے اور فاضل مرتب کو صاحب فرمان قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه کے قدمِ میمنت لزوم سے حظ عظیم نصیب فرمائے۔آمین آمین آمین بجاه قدم النبی الذی فازبه کل ولی وعلی علیه وعلی اٰلهٖ وصحبه وابنه وحزبه اجمعین صلوٰة اللّٰه تعالیٰ وسلامه کل آن وحین.

فقیر نثار احمد قادری

کلمات برکات

عالم نبیل، مدرس جلیل، محقق و مدقق، معظم ومکرم ابوالبرکات حضرت

علامہ محمد افضل امجدی ضیائی دام ظلہٗ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد جد سیدنا الغوث الاعظم الجیلانی وعلی آلہ وصحابتہ الکرام اجمعین

۱......سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بہت ہی زیادہ گنہ گار شخص تھا لیکن اس کے دل میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت جلوہ گر تھی۔انتقال کے بعد ان کی تدفین ہوئی قبر میں منکر نکیر کے ہر سوال پر اس نے عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہتے ہوئے جواب دیا۔ اس پر اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ سے حکم آیا''ان ھذا العبدمن الفاسقین لکنہ فی محبۃ محبوبی السید عبدالقادر من الصادقین ''اگرچہ یہ بندہ فاسقوں میں سے ہے مگر اس کو میرے محبوب سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ جو کہ سچوں میں سے ہیں سے محبت ہے۔''فلاجلہ غفرت لہ ووسعتہ قبرہ بمحبتہ وحسن اعتقادہ فیہ''تو اس کی محبت عبدالقادر اور ان کے متعلق حسن اعتقاد کی وجہ سے میں نے اس کی بخشش فرمادی اور اس کی قبر کو کشادہ کر دیا۔

(تفریح الخاطر ص ۲۳، مصر)

خیال رہے کے دیوبندیوں کے اشرفعلی تھانوی نے اس واقعہ کو ذکر کیا اور اس مرنے والے آدمی کے متعلق لکھا کہ وہ دھوبی تھا۔ نیز یہ بھی لکھا کہ یہ واقعہ میں نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے خود سنا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(افاضات یومیہ ۲/ ۱۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان)

۲......محدث ابن جوزی علیہ الرحمہ نے شیخ علی بن المسمیٰ سے نقل فرمایا کہ ''لا مرید الشیخ اسعد من مرید الغوث ''یعنی سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید سے بڑھ کر خوش بخت کسی شیخ کا مرید نہیں ہے۔ (تفریح الخاطر ص۴۴)

۳......عاشق رسول علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''غوث پاک سلطان الاولیا، امام الاصفیاء، ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔آپ ان کامل اولیاء کرام میں سے ہیں کہ جن کی ولایت پر امت محمدیہ کے علماء وغیرہ کا اتفاق ہے ''و کرامتہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ جدا قد ثبتت بالتواتر ''اورآپ کی کرامات اس قدر ہیں کہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء۲/۱۶۶،۱۶۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

۴......حضور سیدی خواجہ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ کے ملفوظات فوائد الفواد کی پہلی مجلس میں ہے کہ: ''ایک شخص نے خانقاہ مبارک حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں داخل ہوتے وقت دیکھا کہ دروازۂ خانقاہ پرایک شخص دست و پا شکستہ پڑا ہوا ہے۔جب یہ خدمت شیخ (غوث اعظم) میں پہنچا اس دست و پا شکستہ کی بابت بھی دریافت کیا اوراس کا حال بیان کر کے دعا کے واسطے درخواست کی۔شیخ (سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ خاموش رہو۔اس نے بے ادبی کی ہے،اس آنے والے نے دریافت کیا کہ اس دست و پا شکستہ سے کیا بے ادبی ہوئی۔انہوں (سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ یہ شخص منجملہ چالیس ابدالوں میں سے ایک ابدال ہے۔کل اپنے دو یاروں (ساتھی ابدالوں) کے ساتھ ہوا میں اڑتے ہوئے اس خانقاہ کےاوپر آئے۔ایک نے ازراہِ ادب داھنی جانب کنارہ کیا اور خانقاہ کواپنی داھنی جانب چھوڑ کراڑتا چلا گیا۔دوسرے نے بھی اس کی تقلید کی اور بائیں جانب چلا گیا۔اس شخص نے بے ادبی سے سیدھا جانا چاہا جب ہوامیں اس خانقاہ کے مقابل آیا گر

پڑا ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ (فوائد الفواد مترجم، پہلی مجلس ص ۵۹ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی)

۵.....حضور سیدی سید محمد گیسودراز علیہ الرحمہ کے سامنے "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" کا ذکر ہوا تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ قول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اولیاء کرام کے حق میں ہوگا اور اولیاء متقدمین ومتاخرین اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس خطرہ کے دل میں آتے ہی ان کی ولایت سلب ہوگئی اور سارا جسم شل ہو کر پتھر بن گیا۔ اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ سیدنا غوث اعظم کے ننانوے اسمائے گرامی تصنیف کئے ان کا دائمی ورد اختیار کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اور خواجہ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہما نے عالم باطن میں حضرت غوث اعظم کی خدمت میں سفارشی معروضہ پیش کیا تو پھر مقام رفتہ بحال ہوا اور مزید نوازشات ہوئیں۔ (افضلیت غوث اعظم ص ۱۷ ادارالفیض گنج بخش، لاہور)

۶.....سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت کو جس میں آپ نے بارہ سال بعد ایک غرقاب کشتی کو بارات سمیت نکالا تھا۔ دیوان حضوری میں حضرت سیدی شاہ غلام محی الدین نقشبندی قصوری علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۷۰ھ نے فارسی نظم میں بیان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ الحدیث فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ نے اسی کرامت کو عنوان بنا کر ایک رسالہ لکھا ہے بنام "بڑھیا کا بیڑا"

۷.....سیدی شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح فتوح الغیب شریف، ص ۲ مطبوعہ نولکشور میں فرماتے ہیں کہ میرا اعتماد ایک صاحب قدم (غوث اعظم) پر ہے جو رقاب اولیا کا مالک ہے۔ کوئی سالک ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں میں سر نہ ڈالے اور یہ خود ان کی سرفرازی کی وجہ سے ہے۔ جن کا قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہو بلکہ دم بدم قدم رکھتے ہوں۔ ان کے قدم کے نیچے پائمال ہونا سر کی

سعادت ہے۔ جو کچھ تمام بزرگوں نے حضرت مصطفیٰ ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وراثت سے جمع کیا تھا وہ سب ان کے خلف صدق کو پہنچا۔ دیکھو کیسا غنا تھا اگرچہ وارث بہت ہیں مگر جو کچھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ملا کسی اور کو نہیں ملا۔ الخ

۸......شیخ محقق برکۃ الہند دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ معظّمہ میں تھا اس وقت میں نے امام احمد کے مذہب کی کتاب خریدی۔ اس کے حاشیہ پر مذہب حنبلی کے ایک عالم علامہ زرکشی کی شرح ''کتاب الحزقی والحرقی'' تھی یہ عظیم اور مبسوط کتاب تین ضخیم جلدوں میں تھی اس کے خریدنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو ان کے مذہب کی پیروی کروں گا۔ اس امید پر کہ میرا عمل میرے شیخ غوث اعظم قطب اکرم افخم رضی اللہ عنہ کے عمل کے موافق ہوگا۔ الخ (تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مترجم، ص ۲۹۸ مکتبہ قادریہ لاہور)

۹......شیخ بقا فرماتے ہیں کسی نے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گناہ گار دونوں ہی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا "پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گناہگاروں کے لئے میں ہوں" نیز فرمایا "اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک مجھے تو عالی رتبہ حاصل ہے۔" (قلائد الجواہر صفحہ ۱۷۷۔۱۸۱ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور)

۱۰......سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم'' یعنی انبیاء کرام کی آنکھیں سوتی ہیں ان کے دل نہیں سوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی نیند ناقض وضو نہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ سرکار دو عالم ﷺ کی امت میں سے بھی کچھ لوگ ہیں کہ جن کو یہ اعزاز حاصل ہے؟ تو اس کا جواب اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا قادری علیہ الرحمہ دیتے ہیں کہ اس سلسلہ میں علامہ بحر العلوم نے ارکان اربع میں فرمایا کہ اگر کسی

شخص نے یہ کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے متبعین میں آپ کی اتباع کے باعث کچھ حضرات ایسے گزرے ہیں کہ نیند سے ان کا دل غافل نہیں ہوتا ہے صرف آنکھیں غافل ہوتی ہیں۔ جیسے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور جو اس رتبہ تک پہنچے اگرچہ ان کے مرتبہ تک نہ پہنچے تو ایسے شخص کا قول صحت وصواب سے بعید نہ ہوگا۔ فافہم اھ (فتاویٰ رضویہ شریف ۱/ ۴۲۸ جدید)

اس کے بعد کچھ بحث فرمانے کے بعد خلاصہ کلام میں فرماتے ہیں کہ جب بیداریٔ قلب دجال ابن صیاد جیسے لوگوں کے لئے بطور استدراج جائز ہے تو حضور اکرم ﷺ کے طفیل اکابر امت کے لئے کیوں جائز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ۱/ ۴۳۰ جدید) یعنی جائز ہے لہذا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ جیسے اکابر امت کی نیند ناقض وضو نہیں۔ اللہ اکبر

۱۱...... شارح مشکوٰۃ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: ”جیسے حضور غوث اعظم تمام اولیاء کے سردار ہیں کہ سب کی گردن پر حضور غوث پاک کا قدم ہے آپ طریقت کے امام اول ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے:

غوث اعظم درمیان اولیاء   چوں جناب مصطفی درانبیاء

ایسے ہی امام اعظم تمام علماء کے سردار ہیں کہ تمام علماء آپ کے زیر سایہ ہیں۔ اسی لئے طریقت کے امام اول کا لقب غوث اعظم ہوا اور شریعت کے امام اول کا لقب امام اعظم۔ بغداد شریف مجمع البحرین ہے کہ دونوں امام وہاں آرام فرما ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا رتبہ ومقام عطا فرمایا ہے کہ آپ کی عظمتیں اور کرامتیں اکابرین امت بیان کرنے سے نہیں تھکتے۔ ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء

جب اتنی بیشمار کرامتیں تسلیم ہیں تو پھر واقعہ معراج میں بارگاہ رسالت میں

حضوری کے انکار کی کون سی دلیل شرعی ہے۔ نیز اس کے وقوع میں کون سا استحالہ ہے جبکہ یہ حضوری بھی از قبیل کرامات ہے اور کرامات اولیاء ثابت ہیں جن کا منکر گمراہ ہے چنانچہ منح الروض الازہر میں ہے:"والکرامات للاولیاء حق ای ثابت الکتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة و اهل البدعة فی انکار الکرامة" (منح الروض الازہر لعلی قاری المحدث الحنفی مطبوعہ کراچی ص:۷۹)

مبارک باد کے مستحق ہیں محترم ومکرم صوفی عالم دین حضرت قبلہ محمد ذوالقرنین قادری امجدی دامت برکاتہم القدسیہ کہ انہوں نے خاص اس عنوان پر قلم اٹھایا اور سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی ترجمانی فرما کر اہل سنت کے دلوں کے لئے تسکین کا سامان فرمایا اور مجھ سے پیاسوں کی سیرابی فرمائی۔ راقم نے اس رسالہ کو اول تا آخر پڑھا اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ آپ نے نہ صرف اس عظیم کرامت کو دلائل سے ثابت فرمایا بلکہ ممکنہ سوالات کے جوابات بھی تحریر فرمادیئے۔ نور علی نور یہ کہ آخر میں سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے صدیقی، فاروقی، اور عثمانی ہونے کو بھی ذکر فرما کر رسالہ مبارکہ کو چار چاند سے مرصع فرمادیا اور یہ سب حضرت قبلہ کی بارگاہ غوثیت میں حددرجہ عقیدت ومحبت پر روشن دلیل ہے۔ خانہ زاد کہنہ احباب اہل سنت سے عرض گذار ہے کہ اس مبارک رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں چھپوا کر متعلقین کو تقسیم فرما کر خانقاہ غوثیہ سے اپنی اپنی محبت کا اظہار کریں۔ بلکہ قادریوں کو تو یہ چاہیے کہ اس رسالہ مبارکہ کو چاندی کی تختیوں پر نقش کروا کر اپنے اپنے گھروں میں آویزاں کریں اور حضرت سے میری التماس ہے کہ وہ اسی طرح حضور سیدی داتا گنج بخش علی ہجویری مرکز تجلیات منبع فیوض و برکات رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی رسالہ مبارکہ کی صورت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اللہ جل شانہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے آپ کی اس سعی مبارک کو درجہ قبولیت عطا فرما کر بارگاہ غوثیت کی حاضری* سے شرف یاب فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم**

کتبہ: محمد افضل قادری رضوی امجدی قصوری

---

*الحمدللہ! کہ اُسی سال ہی (یعنی ۸ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۱ء میں) بارگاہِ غوثیت رضی اللہ عنہ کی حاضری اور درِ غوث رضی اللہ عنہ کی سالانہ گیارہویں شریف نصیب ہوئی ۱۲ منہ

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. الحمد للّٰہ الذی اسری بعبدہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقه محمد و آلہٖ واصحابه وعترته خصوصاً ولدہ الکریم السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه. امابعد ....

واقعہ معراج نبی پاک ﷺ کا عظیم معجزہ ہے جو دراصل بہت سارے واقعات کا مجموعہ ہے مثلاً جنتی براق کا آنا، جبریل امین کا فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آنا، نبی پاک ﷺ کا شق صدر ہونا، براق پر سوار ہوکر بیت المقدس جانا، راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر اطہر پر گزرنا، وہاں موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھنا، بیت المقدس میں انبیاء ومرسلین کا تشریف لانا، تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کا آقا کی اقتداء میں نماز پڑھنا، آسمانوں پر جانا، آسمانوں پر انبیاء سے ملاقات کرنا، سدرۃ المنتہیٰ پہنچنا، بیت المعمور میں نماز پڑھانا، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بار بار ملاقات ہونا، جنت کی سیر کرنا، اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا وغیرہا۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعۂ معراج میں کئی قسم کے عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے۔ انہی واقعات میں سے ایک واقعہ نبی پاک ﷺ کی امت میں ولیوں کے سردار، متقیوں کے تاجدار، محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، حضور غوثِ اعظم، الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کا حاضر ہونا بھی ہے۔

خبردار! اپنی ناقص عقلی اور کم علمی کی بناء پر اس واقعے کا انکار کرنے سے قبل شانِ خداوندی دیکھئے کہ وہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔ وہ ذات ہر ممکن پر قادر ہے اور

حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کا حاضر ہونا نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے جس کی تصدیق عنقریب ہونے والی ہے۔

یھدی اللہ من یشاء. اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

چنانچہ یہی مسئلہ ہم سنیوں کے تاجدار، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی پیش ہوا جس کا آپ نے انتہائی محققانہ و مدللانہ و مسقطانہ جواب مرحمت فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں تین مرتبہ یہ سوال مختلف الفاظ میں پیش ہوا آپ نے تینوں کا تفصیلی جواب عطا فرمایا۔ کئی عرصہ سے دل میں یہ خیال تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عظیم تحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مشعل راہ بناتے ہوئے اس موضوع پر ایک رسالہ تحریر کیا جائے مگر خیال، خیال ہی رہا۔

اتفاقاً ایک روز کسی محبّ نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کندھے مبارک پر معراج کی رات حضور اکرم ﷺ اپنا قدم مبارک رکھ کر عرش پر گئے تھے؟ کیا اس واقعہ کی کچھ اصل ہے؟ میں نے کہا بالکل یہ واقعہ حق ہے اگر چہ مفہوم کا فرق ہے کہ آیا براق پر سوار ہوئے تھے یا عرش پر لیکن روحِ غوثِ پاک کا معراج کی رات حاضر ہونا ثابت ہے۔

میں نے مزید کہا کہ آپ تو غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کی بات کرتے ہیں بلکہ میرے سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں نے بھی اس رات حاضر ہو کر حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ بیت المعمور میں نماز پڑھی .... اسی بات کی جانب سیدی اعلیٰ حضرت اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنے واللہ الموفق،

یعنی وہ شخص جس کی نظر محدود ہو بس چند چھوٹی کتابوں کا مطالعہ کرنے اور ذرا سا علم آنے پر خود کو عالم بے بدل تصور کرتا ہو اور جو شانِ ولایت سے نا آشنا ہو وہ ہی تعجب کریگا اور حیران ہو کر پوچھے گا! یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ہاں آکر ہم سے سنے کہ ایسا ہوا ہے اور اس پر دلائل موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی توفیق ہے اور حق یہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی اس تحقیق انیق کو خلاصہ کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں، سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بالخصوص میرے پیرومرشد، صوفی باکمال، نائب غوث الوریٰ حضرت سیدی سائیں اصغر علی شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے قبول فرمائے اور ہم سب کو اپنے ولیوں کی عظمتوں کا معترف اور ان کے فیضان سے مستفیض فرمائے اور خصوصاً حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا پکا معتقد و مرید بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

نوٹ: اس رسالے کا نام "برکات القدمین علیٰ غوث الثقلین" میرے اُستادِ مکرم حضرت علامہ سید نثار احمد شاہ قادری زید مجدہٗ نے انتخاب فرمایا ہے۔

شبِ معراج اور روح غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

شب معراج حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کی حاضری کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آیا روحانی طور پر حاضر ہونا ممکن ہے بھی یا نہیں؟ علاوہ ازیں کسی اور کا روحانی طور پر حاضر ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ یاد رکھیئے! واقعہ معراج کے وقت لوگوں کی تین حالتیں تھیں۔

(۱) ایک وہ لوگ جو واقعہ معراج سے قبل وصال فرما گئے تھے۔

(۲) ایک وہ لوگ جو واقعہ معراج کے وقت زندہ تھے۔

(۳) اور تیسرے وہ لوگ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے تھے۔

معراج شریف کے وقت تینوں قسم کی بزرگ ہستیوں کا روحانی طور پر حاضر ہونا ثابت ہے۔

پہلی قسم: انبیاء علیہم السلام کی حاضری: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل ہی تمام انبیاء کرام اس دنیا سے وصال فرما گئے تھے لیکن تمام لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ معراج کی رات بیت المقدس اور آسمانوں میں انبیاء و رسل علیہم السلام کا روحانی طور پر آنا متحقق ہے۔ ملاحظہ کیجئے بخاری شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں **فلما خلصت فاذا فیھا اٰدم فقال ھذا ابوک اٰدم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام** . یعنی جب میں (معراج کی رات آسمانِ دنیا میں) پہنچ گیا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ حضرت جبریل نے عرض کیا یہ آپ کے باپ حضرت آدم ہیں ان کو سلام کیجئے پس میں نے حضرت آدم کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ آگے حدیث شریف میں ہے۔ **فلما خلصت اذا یحییٰ و عیسیٰ الخ.**

جب میں دوسرے آسمان میں پہنچا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام تھے۔اسی طرح تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی اور سب حضرات نے نبی پاک ﷺ سے سلام دعا فرمائی۔ (بخاری شریف جلد ا باب المعراج صفحہ ۵۴۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جب ہم بیت المقدس پہنچے وہاں میں نے انبیاء علیہم السلام کو صف بستہ دیکھا جو اپنی شان وعظمت سے عجب سج دھج میں دکھائی دے رہے تھے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور نماز کے بعد سب سے ملاقات فرمائی وہاں سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے بعد یوں فرمایا الہ العالمین کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا،فرشتوں سے سجدہ کرایا، انبیاء ومرسلین سے میری اولاد کو زینت بخشی اور آج مجھے اس اجتماع میں شرکت کا موقع عطا فرمایا۔

ان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام،ان کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

آخر میں نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا میں

بھی اپنے خالق و مالک کی عنایات وانعامات کاشکریہ ادا کرتا ہوں جس نے آج اجتماعی طور پر آپ حضرات کی زیارت و ملاقات کا شرف بخشا اسی ذاتِ اقدس واعلیٰ نے مجھے آپ حضرات پر فضیلت بخشی مجھے رحمۃ للعالمین بنایا میری اُمت کو خیر الامم ٹھہرایا۔(نزہۃ المجالس مترجم جلد۲صفحہ۴۵۹شبیر برادرز)

معلوم ہوا کہ شب معراج انبیاء و رسل روحانی طور پر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے اور نہ صرف حاضر ہوئے تھے بلکہ سب نے آقائے دوعالم ﷺ کی اقتداء میں نماز بھی ادا فرمائی اور اس کے بعد آسمانوں پر بھی ملاقات فرمائی جیسا کہ بخاری شریف کے حوالے سے روایت ابھی گزری۔ثابت ہوا کہ وہ لوگ جو سرکار دوعالم ﷺ کے معراج سے قبل وصال فرما گئے تھے ان بزرگ ہستیوں یعنی انبیاء کرام کی روحانی طور پر حاضری ہوئی تھی۔

نوٹ: ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ روحانی طور پر کہیں آنے جانے کے لئے وقت اور فاصلے کی کوئی قید نہیں۔ابھی انبیاء بیت المقدس میں تھے اور اسی لمحے آسمانوں پر سرکار ﷺ کی آمد سے قبل پہنچ گئے ایسا کیوں ہوا!وجہ یہ تھی کہ پہلے جا کر سرکار ﷺ کا استقبال کرنا تھا۔خیال رہے کہ یہ تمام انبیاء و مرسلین واقعہ معراج سے کئی سوسال بلکہ کچھ حضرات تو ہزاروں سال قبل ظاہری وصال فرما گئے تھے اس کے باوجود روحانی طور پر سب کی حاضری ہوئی۔اور یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء علیہم السلام کی یہ روحانی حاضری مع الجسم تھی۔

دوسری قسم : صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حاضری: اب ہم ان حضرات کی روحانی حاضری کو ذکر کرینگے جو معراج کے وقت ظاہری طور دنیا میں موجود یعنی زندہ تھے لیکن ان کی حاضری روحانی طور پر محفل معراج میں ہوئی تھی۔ملاحظہ کیجئے:”عن ابن عباس قال لیلة اسری برسول اللہ ﷺ دخل الجنة فسمع فی جانبھا

خشفا فقال یا جبریل من هذا؟فقال هذا بلال المؤذن'' (مسند احمد بن حنبل جلد۴ صفحہ ۲۶۹ بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف مخرج جلد۲۸، صفحہ ۴۰۸) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی سرکار ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو اس کے گوشہ میں ایک نرم آواز (آہٹ) سنی ۔حضرت جبریل سے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا یہ حضرت بلال مؤذن ہیں۔

محدثین فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی وضو فرماتے تو دو رکعت نفل یعنی تحیۃ الوضو ادا فرماتے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو شب معراج روحانی طور پر جنت میں حاضری کا شرف بخشا۔ (تذکرۃ الواعظین صفحہ ۹۷،شبیر برادرز)

مسلم شریف میں ہے: ''عن جابر بن عبداللّٰہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اریت الجنۃ فرأیت امراۃ ابی طلحۃ.'' (کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم جلد۲ صفحہ ۲۹۲،قدیمی کتاب خانہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (معراج کی رات) مجھے جنت دکھائی گئی پس میں نے جنت میں ابوطلحہ کی زوجہ کو دیکھا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ کا نام غُمیصہ یا رُمیصا یا مُلیکہ یا رُمانہ یا سُہیلہ ہے۔ پہلے حضرت ام سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ''مالک'' سے ہوا جو مشرک ہو کر مرا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے پیدا ہوئے تھے یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر آپ ایمان لائیں ابوطلحہ نے آپ کو پیغامِ نکاح دیا۔ اُس وقت ابوطلحہ ایمان نہیں لائے تھے آپ بولیں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم سے نکاح کر لونگی اور سوائے اسلام کے کوئی مہر نہ لوں گی چنانچہ ابوطلحہ ایمان لائے

اور آپ سے نکاح کیا۔ (مرأۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ ۸۸۲ مکتبہ اسلامیہ)

شاید یہی ادا اللہ کی بارگاہ میں اتنی مقبول ہوئی کہ رب تعالیٰ نے ان کو بھی شب معراج روحانی طور پر جنت میں حاضری کا شرف بخشا۔ واللہ اعلم ورسولہ۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے: ''**دخلت الجنة فسمعت فيها قراء ة ، فقلت من هذا؟ فقيل حارثة بن نعمان فقال رسول الله كذالكم البر.**'' (اصابہ جلد ۱، صفحہ ۷۰۷ دار الکتب العلمیہ بیروت، فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۸ صفحہ ۴۲۳)

سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (معراج کی رات) جب میں جنت میں داخل ہوا وہاں میں نے قرآن کریم پڑھنے کی آواز سنی میں نے کہا یہ کون ہے؟ عرض کی گئی حارثہ بن نعمان فرمایا نیکی ایسی ہی ہوتی ہے۔

صاحب اصابہ لکھتے ہیں: ''**وكان برابامه**'' اور ایک روایت میں ہے'' **وكان ابر الناس بامه**''، یعنی لوگوں میں وہ سب سے زیادہ اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے۔ یعنی جتنے بھی لوگ تھے جو اپنی والدہ کے ساتھ بھلائی کرتے تھے ان سب سے زیادہ حضرت حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرتے تھے شاید ان کی بھی یہی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور روحانی حاضری کا شرف ان کو بھی عطا فرمایا۔

مندرجہ بالا سطور میں ایسے لوگوں کی روحانی حاضری کا ذکر کیا گیا جو واقعہ معراج کے وقت حیات تھے اور **مكة المكرمه** یا **مدينة المنورة** میں تھے اس کے باوجود روحانی طور پر وہ جنت میں حاضر ہوئے تھے۔

تیسری قسم: اولیاء کرام وائمہ عظام کی حاضری: اس سے قبل دو قسم کے لوگوں کی حاضری کا ذکر ہوا۔ ایک وہ جو واقعہ معراج سے قبل وصال فرما گئے تھے اور دوسرے وہ جو واقعہ معراج کے وقت دنیا میں موجود تھے۔ اب ہم ان حضرات کا ذکر کرینگے

جن کی روح مبارکہ ابھی دنیا میں نہیں آئی تھی۔تفریح الخاطر میں ہے:''قال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی ﷺ راکبا علی البراق وغاشیتہ علی کتفی......'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸، صفحہ ۴۱۰ بحوالہ تفریح الخاطر)

شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ (معراج کی رات) نبی پاک ﷺ پشت براق پر رونق افروز تھے اور براق کا زین پوش میرے کندھے پر تھا۔شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بعد کے بزرگ ہیں۔معراج شریف کے وقت وہ دنیا میں موجود نہ تھے بلکہ کئی سو سال بعد آپ پیدا ہوئے مگر آپ کی روحانی حاضری شب معراج ہوئی جس کا آپ نے خود اظہار فرمایا۔

یہ واقعہ تو اتنا مشہور نہیں مگر اب ہم اس واقعے کو ذکر کرینگے کہ اپنے تو اپنے غیروں کو بھی تسلیم ہے اور نہ صرف تسلیم ہے بلکہ اس کی اشاعت و تشہیر بھی کی ہے جس پر ان کو تعجب بھی نہیں۔ملاحظہ کیجئے اشرفعلی تھانوی کی جمع کردہ کتاب شمائم امدادیہ میں ہے کہ:

موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔یہ کیسے ہے؟ (اس پر) نبی پاک ﷺ نے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو (مثالی صورت میں) بلا کر موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کا حکم دیا۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ما اسمک[1]؟ تمہارا نام کیا ہے! عرض کی محمد بن محمد بن محمد الغزالی۔موسیٰ علیہ السلام نے

---

[1] جبکہ دوسری روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت امام غزالی کی روح پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام فرمایا تو اس کے جواب میں حضرت امام غزالی کی روح نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہہ کر جواب دیا۔اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ نے جواب میں برکاتہ اور مغفرتہ کی زیادتی کیوں کی؟ اس پر حضرت غزالی کی روح نے وہی جواب دیا۔(شمائم امدادیہ صفحہ ۷۱)

فرمایا میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا تم نے زائد اسماء کیوں گنوائے؟ امام غزالی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے صرف وما تلک بیمینک یا موسیٰ فرما کر عصا کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے جواب میں آگے کئی جملے بول دیئے کہ ھی[۲] عصای اتوکا علیھا واھش بھا علیٰ غنمی ۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا (غزالی) ادب کرو۔(انطاق المفھوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۳۵، شبیر برادز، شمائم امدادیہ ص:۱۷، ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

یہ ہیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر حضور پرنور ﷺ نے روحِ غزالی کو حاضری کا حکم دیا اور روحِ امام نے حاضر ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام بھی کیا۔اسی طرح ایک حدیث شریف میں ہے:''مررت لیلة اسری بی برجل مغیب نور العرش ،قلت من ھذا ؟أملک؟قیل لا قلت نبی؟قیل لا قلت من ھذا؟قال ھذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطبا من ذکر اللہ تعالیٰ وقلبه معلقا بالمساجد ولم یستسب لوالدیه قط.

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۸، صفحہ ۴۲۴ بحوالہ درمنثور والترغیب والترہیب)

---

[۲] قرآن مجید میں سورہ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء شریف کا ذکر ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصاء تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میرا عصاء ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام (بھی) ہیں۔پورا واقعہ مفسرین نے ذکر فرمایا ہے اسی واقعے اور اسی سوال وجواب کی جانب حضرت امام غزالی کی روح نے اشارہ کیا۔حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا تھا اُس وقت تو ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ ابھی ظاہری دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے جبکہ حضرت غزالی کی پیدائش تو بہت بعد کی ہے۔یہ ہے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے علمائے ربانیین کی شان۔

ترجمہ: یعنی شب معراج میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی نہیں۔ میں نے پوچھا نبی ہے؟ عرض کی گئی نہیں۔ میں نے کہا کون ہے عرض کرنے والے نے عرض کی یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں میں لگا ہوا تھا اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

معلوم ہوا جو اللہ تعالیٰ کا سچا ذکر کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے محبت کرنے والا ہو یعنی ہر وقت مسجدوں میں لگے رہنے والا ہو اور گالی گلوچ نہ کرتا ہو تو ایسے شخص کی روح عرشِ بریں پر حاضر ہوا کرتی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ وہ کسی صحابی کی روح ہو کیونکہ معراج کے وقت صحابہ زمین پر موجود تھے یا پھر مستقبل میں کسی مقبول بندے جس کی یہ کیفیتیں ہونگی اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو اس نیک عمل کی بدولت پہلے ہی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر کردیا۔

کچھ بھی ہو ثابت ہوا کہ اللہ والوں کی روحوں کا معاملہ کچھ اور ہی ہے بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد ہے کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔ یہ تو عام لوگوں کی بات ہے اللہ والوں کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

حاصل کلام: جب معراج شریف میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء و اولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری میں کیا تعجب اور لطف تو یہ ہے کہ اہل محبت کے علاوہ وہ لوگ جو بزرگوں کی کرامتوں کا انکار کرتے ہیں ان لوگوں نے بھی شب معراج امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کی حاضری کو مانا ہے اور باقاعدہ اس واقعے کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ (جیسا کہ اوپر حوالہ گزرا)

جب امام غزالی کی روح حاضر ہوسکتی ہے تو ولیوں کے تاجدار حضرت سیدنا محبوب سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی، الحسنی والحسینی الشیخ عبدالقادر جیلانی پیرانِ پیر، غوثِ اعظم

دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کی حاضری میں کیسا تعجب اور کون سی شرعی قباحت ہے؟

میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''شب معراج جب اتنے لوگوں کی روح کا آنا باعث تعجب نہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کے حاضر ہونے میں کیا تعجب! اور کیا خوب فرماتے ہیں بلکہ ایسی حالت میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کا حاضر نہ ہونا محل تعجب ہے۔'' سبحان اللہ

سرکار ﷺ کا قدم مبارک اور غوث پاک کی گردن مبارک: اب مستند حوالے سے اصل واقعہ ملاحظہ کیجئے جس میں مذکور ہے کہ شب معراج سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنا قدم مبارک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر رکھ کر براق پر سواری فرمائی تھی۔

چنانچہ فاضل عبدالقادر[۳۲] اربلی بن شیخ محی الدین اربلی اپنی مستند کتاب ''تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حرز العاشقین میں فرماتے ہیں:

---

[۳۲] علامہ عبدالقادر اربلی جامعِ علومِ شریعت وطریقت تھے۔ علمائے کرام میں عمدہ مقام پایا آپکے اساتذہ میں عبدالرحمٰن الطالبانی جیسے اجلہ فضلاء شامل ہیں۔ آپ نے اورفہ میں ۱۳۱۵ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کی تصانیف میں سے مشہور کتابیں یہ ہیں:

۱) آداب المریدین و نجاۃ المسترشدین ۲) تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر
۳) النفس الرحمانیہ فی معرفۃ الحقیقۃ الانسانیہ ۴) الدر المکنون فی معرفۃ السر المصون
۵) حدیقۃ الازھار فی الحکمۃ والاسرار ۶) شرح الصلوٰۃ المختصرۃ للشیخ الاکبر
۷) الدرر المعتبرۃ فی شرح الابیات الثمانیہ عشرہ ۸) شرح اللمعات لغنم الدین العراقی
۹) القواعد الجمعیۃ فی الطریق الرفاعیۃ ۱۰) مجموعۃ الشعار فی الرقائق والآثار
۱۱) مرآۃ الشھود فی وحدۃ الوجود ۱۲) مسک الختام فی معرفۃ الامام
۱۳) حجۃ الذاکرین وردالمنکرین ۱۴) الالھامات الرحمانیہ فی مراتب الحقیقۃ الانسانیہ
۱۵) الطریقۃ الرحمانیۃ فی الرجوع والوصول الی الحضرۃ العلیۃ

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸، صفحہ ۴۰۶، بحوالہ ھدیۃ العارفین، معجم المؤلفین)

ان لیلة المعراج جاء جبرئیل علیه السلام ببراق الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاهر ونعل رجله کالھلال الباھرو مسماره کالانجم الظواھر ولم یا خذالسکون والتمکین لیرکب علیه النبی الامین فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لم لم تسکن یا براق حتی ارکب علی ظھرک فقال روحی فداء لتراب نعلک یارسول اللّٰه اتمنی ان تعاھدنی ان لاترکب یوم القیمة علی غیری حین دخولک الجنة فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یکون لک ماتمنیت فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکة علی رقبتی لیکون علامة لی یوم القیمة فضرب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یده علی رقبة البراق ففرح البراق فرحاحتی لم یسع جسده روحه ونمی اربعین زراعاً من فرحه وتوقف فی رکوبه لحظة لحکمة خفیة ازلیة فظھرت روح الغوث الاعظم رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وقال یاسیدی ضع قدمک علی رقبتی وارکب فوضع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قدمه علی رقبته ورکب فقال قدمی علی رقبتک وقدمک علی رقبة کل اولیاء اللّٰه تعالیٰ. (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۸، صفحہ ۴۷، بحوالہ تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر) یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں براق لائے کہ چمکتی، اچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ شتاب روتھا اوراس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چونڈ ڈالنے والا ہلال اوراس کی کیلیں جیسے روشن تارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا (یعنی بے خود ومستی میں تھا) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے براق تمہیں کیا ہوا کہ سکون میں نہیں آتے کہ میں تم پر سواری کروں؟ بولا میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان میری ایک آرزو ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روزِ قیامت مجھ ہی پر سوار ہوکر بہشت میں تشریف لے جائیں گے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ایسا ہی ہوگا! براق نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں کہ وہ روزِ قیامت میرے لئے علامت ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے قبول فرمالیا۔ دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ براق کی روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور خوشی سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔ حضور پر نور ﷺ کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی! اے میرے آقا ﷺ! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سید عالم ﷺ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا ''میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔''

اس واقعے کو لکھنے کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں: ''**فایاک یا اخی ان تکون من المنکرین المتعجبین من حضور روحه لیلة المعراج لانه وقع من غیره فی تلک اللیلة کما هو ثابت بالاحادیث الصحیحة.**'' یعنی اے برادر! بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے بھی ثابت ہے۔

جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا اور آگے بھی آرہا ہے، ثابت ہوا کہ شب معراج روح غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری ہوئی اور سرکار دوعالم ﷺ ان کے شانہ پر قدمِ مبارک رکھ کر براق پر رونق افروز ہوئے۔

غوثِ پاک کے غلاموں کی حاضری: اب ہم مجددِ اسلام، دنیائے سنیت کے امام سیدی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ تحقیق انیق تحریر کرینگے جس کی طرف ہم نے پیش لفظ میں اشارہ کیا تھا جس میں یہ تھا کہ نہ صرف حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک حاضر ہوئی تھی بلکہ ان کے غلاموں کی ارواح بھی اس شب حاضر

ہوئیں......!!

چنانچہ فرماتے ہیں فیض قادریت جوش پر ہے ...... حدیث مرفوع کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب و غلامان ...... شب اسریٰ اپنے مہربان باپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ بیت المعمور[4] گئے وہاں حضور پرنور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد لله رب العالمين

فرماتے ہیں اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنے واللہ الموفق۔ یعنی جس کی نظر محدود ہو وہ حیرت زدہ ہو کر پوچھے گا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے فرمایا ہاں آئے ہم سے سنے کہ یہ کیسے ہوا!

دلائل کا انبار لگاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلی وابن مردویہ و بیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل حدیث معراج میں راوی حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "ثم صعدت الى السماء السابعة فاذا انا بابراهيم الخليل مسند اظهره الى البيت المعمور (فذكر الحديث الى ان قال) واذا بامتى شطرين، شطر عليهم ثياب بيض كانها القراطيس وشطر عليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور ودخل معى الذين عليهم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين عليهم ثياب رمد و هم على خير فصليت انا ومن معى من المومنين فى البيت المعمور ثم خرجت انا ومن معى." (الدر المنثور جلد۴، صفحہ ۱۴۳، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی المرعشی النجفی ایران، فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۸ صفحہ ۴۲۵)

---

[4] بیت المعمور، بیت اللہ یعنی کعبہ شریف کے عین سیدھ میں ساتویں آسمان کے اوپر فرشتوں کا قبلہ ہے۔

ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا اچانک وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے جو بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور اچانک میں نے اپنی امت دو قسم میں پائی۔ ایک قسم سفید کپڑے میں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم خاکی لباس میں۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ میرے سفید پوش امتی بھی گئے میلے لباس والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و بھلائی پر۔ پھر میں نے اور ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے محدث بریلوی امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ جب ساری امت اللہ عزوجل کے فضل سے شرفِ باریابی سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور غوث الوریٰ اور حضور سے نسبت رکھنے والے باصفا لوگ تو بلاشبہ سفید پوشاک والوں میں ہیں جنہوں نے حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی۔ **والحمد للہ رب العالمین**

یعنی مذکورہ بالا روایت میں حضور کی امت کے لوگوں کا ذکر تھا جن کی شب معراج روحانی حاضری ہوئی اور وہ دو قسم پر تھے ان میں سے پہلی قسم کے لوگ وہ تھے جن کے سفید لباس تھے اور دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جن کے خاکی لباس تھے اور ان میں سے جو پہلی قسم کے لوگ تھے ان کی روحوں نے بیت المعمور میں جا کر حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسری قسم کی روحوں کو بیت المعمور میں جانے سے روک دیا گیا لیکن اس کے باوجود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ بھی خیر پر ہیں یعنی وہ بھی اچھے ہیں۔

اور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نبی پاک ﷺ کی امت کے بہت بڑے ولی بلکہ تمام ولیوں کے سردار ہیں اور ان کے مریدان باصفا کا بھی ان کے صدقے بہت بڑا مقام ہے

۔لہٰذا بلاشبہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مریدان باصفا انہی سفید پوشاک والوں میں ہیں جن کی سرکار ﷺ کے ساتھ معراج کی رات بیت المعمور میں نہ صرف حاضری ہوئی بلکہ رسول پاک ﷺ کے ساتھ نماز بھی پڑھی۔سبحان اللّٰہ ! اللّٰہ اکبر ! وللّٰہ الحمد!

اس کے بعد محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج کل کے کم علم مفتیوں سے پوچھتے ہیں ''اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدراہ ہوئے اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قول مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے ....!''

یعنی جب حدیث شریف سے یہاں تک ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی امت میں سے ایک قسم کی ارواح کی بیت المعمور تک حاضری ہوئی تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کے حاضر ہونے اور اس پر سرکار دو عالم ﷺ کے قدم پاک رکھنے کے واقعے کا کیوں انکار کیا جائے حالانکہ بزرگوں کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے پھر کیسے اس کا رد کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا وہ مفتی جو اس واقعے کو بعید از قیاس سمجھ کر جاہلانہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے تو اُنہی مفتیوں سے سیدی اعلیٰ حضرت پوچھتے ہیں پھر جو یہ صحیح حدیث میں ذکر ہوا کہ میری امت کی دو قسموں کے لوگوں کی حاضری ہوئی اور ایک گروہ نے تو نماز بھی پڑھی تو یہ کیسے ہوا ....؟؟؟

ہاں ہم سے سنئے !قدرتِ قادر وسیع وموفور اور قدرِ قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور والحمد للّٰہ العزیز الغفور ۔واللّٰہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

چند شبہات اور ان کے جوابات

سوال: براق پر سواری کے لئے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کیوں حاضر ہوئی اس کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: جیسا کہ تفریح الخاطر کے حوالے سے گذرا کہ جب حضور اقدس ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک براق کی گردن پر رکھا تو دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ براق چالیس ہاتھ (یعنی 60 فٹ) اونچا ہوگیا۔ظاہر ہے کہ جو سواری اس قدر بلند ہو وہ خواہ کیسے ہی زمین سے ملی ہوئی ہو (بیٹھنے کے بعد بھی) قامت انسان سے بہت بلند رہے گی اور سوار ہونے کے لئے ضرور زینہ (سیڑھی) کی حاجت ہوگی۔

اب ایک چھوٹے جانور ہاتھی کو ہی دیکھئے کہ جب ذرا بلند و بالا ہوتا ہے یعنی مشکل سے 9-10 فٹ اونچا ہوگا اس کو بٹھا کر بھی سواری بغیر زینہ کی دقت رکھتی ہے لہٰذا براق پر سواری کے لئے جو 60 فٹ اونچا ہوگیا تھا ضرور زینہ کی حاجت ہوئی۔ چنانچہ بطورِ زینہ روحِ سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر اپنے مہربان باپ ﷺ کے زیرِ قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ (تلخیص از فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸، صفحہ ۴۱۳)

سوال: غوثِ پاک ہی کی روح کیوں حاضر ہوئی؟

جواب: غوثیت کبریٰ کا مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی کے لئے مقدر تھا اور تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر اسی قدم کو رکھنا تھا اپنے حبیب کا قدم ان کی گردن پر رکھا اور ان کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر رکھنا تھا اس لئے روحِ غوثِ پاک کی حاضری ہوئی۔

سوال: کیا اس کے بغیر سوار ہونا ممکن نہ تھا؟

جواب: کیا براق کے بغیر سیر کروانا ممکن نہ تھا؟ بالکل ممکن تھا مگر اللہ کی مرضی یہی تھی کہ دولہا کو

عزت واعزاز کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ چونکہ ظاہری طور پر براق بہت اونچا ہوگیا تھا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج روحانی نہیں جسمانی تھی۔جسم ظاہری کو ظاہری طور پر چڑھنے کے لئے زینہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے زینہ کے لئے ولیوں کے سردار کی روح کو پیش کیا گیا اور روحِ غوث پاک اپنے نبی کے لئے زینہ بن گئی سبحان اللہ......!!!

اور روح پرفتوح حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہوکر پائے اقدس حضور پرنور ﷺ کے نیچے گردن رکھنا اور براق پر سواری کے وقت یا عرش پر چڑھنے کے وقت زینہ بننا شرعاً وعقلاً محال بھی نہیں کیونکہ عروجِ روحانی ہزاروں اولیاء کو عرش بلکہ عرش کے اوپر تک ثابت وواقع ہے جس کا انکار وہی کرے گا جو علوم اولیاء کا منکر ہو بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث وارد ہے کہ ''اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔''

اور روح کو اوپر آنا جانا کوئی مشکل نہیں ابن قیم نے لکھا ہے: ''**ولیس نزول الروح وصعودھا وقربھا من جنس ماللبدن فانھا تصعدالی مافوق السمٰوٰت ثم تھبط الی الارض مابین قبضھا.**'' (کتاب الروح صفحہ ۱۴۰، دار ابن کثیر بیروت) یعنی روح کا اترنا چڑھنا اور قریب ہونا بدن کی طرح نہیں ہے اس لئے کہ روح آسمانوں کے اوپر جاتی ہے اور ایک ہی لمحے میں زمین کی طرف آجاتی ہے۔اور قرآن کریم میں تو حضرت آصف بن برخیا کا اپنی روحانی طاقت سے ملکہ سبا بلقیس کے تخت کو پلک جھپکنے سے قبل لے آنے کا واقعہ تفصیلاً بیان ہوا ہے ....

سوال: اس سے تو یہ ظاہر ہوا کہ یہ اوپر چڑھنے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ سے انجام کو نہ پہنچا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مہم انجام کو پہنچائی؟ یہی اعتراض اشرف علی تھانوی نے بھی کیا ہے۔

خلاصہ اعتراض ملاحظہ ہو کہ ''در پردہ اس قصے میں حضرت غوثِ اعظم کو فضیلت دینا لازماً آتا ہے حضرت سرورِ کائنات پر کہ آپ تو وہاں نہ پہنچ سکے اور حضرت غوثِ اعظم پہنچ گئے اور ان کے ذریعے آپ کی رسائی ہوئی۔ نعوذ باللہ منہ ....

الجواب: از سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلاصہ) اگر یہی بات ہے تو یہ اعتراض براق پر بھی ہو سکتا ہے کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول پاک ﷺ سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سر انجام دی تو در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس بنفس نفیس نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی (معاذ اللہ)

فرماتے ہیں ''نہ اس قصے میں معاذ اللہ بوئے ہمسری یا تفضیلِ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آقائے دو عالم ﷺ پر نکلتی ہے اور نہ اس کی عبارت و اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جا سکتا ہے۔''

''بادشاہوں کے دربار میں جو خدمت گار کام انجام دیتے ہیں کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز او رمحتاج ہے؟'' ہرگز نہیں......

''فرض کیجئے کہ ہنگامِ بت شکنی[5] امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پرنور ﷺ ان کے دوش (کندھے) مبارک پر اپنا قدم مبارک رکھ کر

---

[5] واقعہ یہ ہے کہ جب خانہ کعبہ کے اندر بتوں کو گرانے کا موقع آیا اور کچھ بت اوپر رکھے ہوئے تھے جنکو بآسانی نہیں گرایا جا سکتا تھا، اُن بتوں کو گرانے کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آپ میرے کندھوں پر قدم رکھ کر چڑھ جائیں اور بتوں کو گرا دیں مگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی یہ عرض قبول نہیں فرمائی بلکہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے مبارک پر سوار فرما کر بتوں کو گرا دیا۔ اسی واقعے کی جانب سیدی اعلیٰ حضرت نے اشارہ فرمایا۔

بت گراتے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہہ الکریم قادر تھے۔''

غرض ایسے معنی عبارتِ قصہ سے کسی بھی طرح ثابت نہیں ہوتے۔

''واللّٰہ الھادی الی سبیل الرشاد.''

(اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے)

آخری گزارش

ماہر رموزِ طریقت، واقف اسرارِ شریعت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''اے شخص! ظاہر شریعت میں حضرت سرکارِ غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو اُن سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے ہے مگر واللہ! کہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے۔ عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزوجل کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائیگا۔''

یعنی اے خدا کے بندو! اگر کوئی شخص حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہیں رکھتا شریعت اس کو کافر قرار نہیں دیتی یعنی غوثِ پاک سے محبت نہ رکھنے کی وجہ سے اس شخص پر فوراً کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا کہ یہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے نبی سے محبت نہیں شریعت کے نزدیک وہ فوراً کافر ہو جائیگا۔ لیکن یاد رکھیئے اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے: ''من عاد لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب.'' جس نے میرے ولی سے بغض رکھا میں اس کو اعلانِ جنگ دیتا ہوں۔ یہاں تو صرف ولی کی بات ہو رہی ہے اور غوثِ پاک تو سارے ولیوں کے سردار ہیں لہٰذا جو غوثِ پاک سے محبت نہ رکھے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ دیا ہے۔

لطیف نکتہ: حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں کسی شخص نے کسی بزرگ کی شان میں بے ادبی کی ...... غزالی دوراں ،آلِ رسول حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''یہ بے ایمان ہوکر مریگا'' حاضرین نے عرض کی حضور! اس نے کفر تو نہیں کیا آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ بے ایمان ہوکر مریگا؟ فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ولیوں سے دشمنی اور بغض رکھنے والے کو اعلانِ جنگ دیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی جنگ ہوتی ہے تو جانبین سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ مدمقابل کی سب سے اہم اور قیمتی چیز کو نقصان دیا جائے۔ آدمی کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے اور یہاں تو لڑائی اللہ رب العالمین سے ہے اور سامنے اس کا بندہ اب اللہ عزوجل لڑائی کا اعلان فرمارہا ہے۔ بس اللہ رب العالمین اس جنگ میں اس شخص کی سب سے قیمتی چیز ایمان کو سلب فرمائیگا اور وہ شخص بے ایمان رہیگا اور اسی حالت میں ہی اس کو موت آئیگی اس وجہ سے میں نے کہا یہ بے ایمان مریگا۔''

اسی کی طرف سیدی اعلیٰ حضرت نے اشارہ فرمایا کہ عبدالقادر کا انکار قادرِ مطلق جل جلالہٗ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے۔

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اُڑ جائیگا ایمان کا طوطا تیرا

(حدائق بخشش)

تشریح: بازِ اشہب ،آسمانوں میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۱) باز ایک پرندہ ہے۔ اشہب کے معنی قوی ، مضبوط ، طاقتور اور شیر وغیرہا ہیں یعنی طاقتور باز۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس طاقتور باز حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی سے ہرگز آنکھیں نہ پھیر۔ اگر ان کی محبت وغلامی سے آنکھیں پھیر لیں تو دیکھ تیرے ایمان کا طوطا تجھ سے اُڑ جائیگا یعنی تیرے ایمان کی خیر نہ ہوگی اور تمہارے ایمان کا نور تجھ سے چلا جائیگا اور بالآخر تو بے ایمان ہوکر رہیگا۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ**

ضمیمه

نسب نامه محبوب سبحانی

یعنی حسنی حسینی ، صدیقی و فاروقی و عثمانی

حضور سیدنا محبوب سبحانی ، پیرانِ پیر دستگیر الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ اُم الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں ۔ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید کہلاتے ہیں (اگر چہ نسب صرف والد سے چلتا ہے)

اور خدا کی شان ! کہ آپ نہ صرف حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسل مبارک میں ہونے سے حسنی حسینی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاکیزہ نسب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا فیضان بھی رکھا ہوا ہے ۔ یوں نہ صرف آپ حسنی وحسینی ہیں بلکہ صدیقی و فاروقی وعثمانی بھی ہیں اس کی تحقیق عنقریب معلوم ہو جائے گی ۔ واللہ الهادی الی الرشاد

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اتصال نسب :

حضور محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی بن ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن امام ابوعبداللہ الجیلی بن الشیخ امام محمد بن الشیخ امام داؤد بن الشیخ امام موسیٰ بن الشیخ امام عبداللہ بن الشیخ موسیٰ الجون بن امام عبداللہ المحض المجل بن امام حسن مثنٰی بن امام حسن بن مولیٰ علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی جانب سے حسنی سید ہیں جبکہ والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ حسینی سید ہیں ملاحظہ کیجئے:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتصال نسب: حضور محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی بن اُم الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت السید عبداللہ صومعی الزاھد بن امام جمال الدین محمد بن امام السید محمود بن السید ابو العطاء عبداللہ بن امام السید کمال الدین عیسیٰ بن امام السید ابوعلاء الدین محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین بن مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فیضانِ نسب

حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دادی جان کا نامِ نامی اسم گرامی اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔اب ملاحظہ کیجئے: ''اُم سلمیٰ بنت سیدنا امام محمد بن سیدنا امام طلحہ بن امام الشیخ عبداللہ بن حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔'' حاصل کلام یہ ہوا کہ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مبارک حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست کی والدہ یعنی غوثِ پاک کی دادی حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں اوران کا نکاح حضور غوثِ پاک کے دادا امام عبداللہ الجیلی سے ہوا جن سے آپ کے والد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست پیدا ہوئے تو اس نسبت سے آپ کے نسب شریف میں دادی جان کی طرف سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب شریف بھی مل جاتا ہے۔یوں آپ صدیقی بھی ہیں۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فیضانِ نسب

حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی طرف سے آپ کے نسب شریف میں نور کی نویں لڑی پر حضرت شیخ عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو آپ کے ساتویں دادا ہیں جو بیٹے ہیں حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔ جب آپ کے ساتویں دادا حضرت عبداللہ المحض کے والد مبارک یعنی حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت حسن مثنیٰ کی اہلیہ محترمہ یعنی حضور غوثِ پاک کے ساتویں دادا حضرت عبداللہ محض کی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ المطرف کے نکاح میں آئیں۔ حضرت عبداللہ المطرف صاحبزادے ہیں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے اور وہ صاحبزادے ہیں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔
حاصل کلام یہ ہوا کہ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں دادا حضرت عبداللہ المحض کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس عثمانی فیض پہنچا اور ان سے ہو کر حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آیا تو یوں آپ عثمانی بھی ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فیضان نسب

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے ساتویں دادا جان حضرت عبداللہ المحض کی والدہ ماجدہ جو حضرت حسن مثنیٰ کے نکاح میں تھیں ان کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ المطرف کے نکاح میں آئیں۔ انہی حضرت عبداللہ المطرف کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جو صاحبزادی ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت عبداللہ صاحبزادے ہیں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں دادا حضرت عبداللہ المحض کے سوتیلے والد حضرت عبداللہ المطرف کے پاس ان کی والدہ حضرت حفصہ کی جانب سے فاروقی فیضان پہنچا اور ان سے ہو کر حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آیا، یوں آپ فاروقی بھی ہیں۔ (ملخص از عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ صفحہ ۱۷ از شیخ الحدیث ابوالفتح محمد نصر اللہ خان دام ظلہ بحوالہ فتوح الغیب علی قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)

سلطان الهند، خواجه خواجگاں حضرت خواجه حسن غریب نواز رحمة الله تعالیٰ علیه کا نذرانه عقیدت

چنانچہ اسی عقیدت کو دیکھتے ہوئے خواجہ معین الدین اجمیری غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوثِ اعظم پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدق میں حضرت صدیق اکبر، عدل میں حضرت فاروق اعظم، حیا میں حضرت عثمان غنی اور جود وسخا میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مظہر اتم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

یا غوث معظم نور ھدی مختار نبی مختار خدا
سلطان دوعالم قطب علٰی حیران زجلالت ارض وسما

یعنی اے ہدایت کے نور غوث اعظم آپ اللہ اور اللہ کے نبی کی بارگاہ میں برگزیدہ ہیں۔آپ دونوں جہاں کے ایسے شاہ وقطب اعلیٰ ہیں کہ آپ کے جلال سے زمین وآسمان سبھی حیران ہیں۔اس کے بعد فیض صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

درصدق ہمہ صدیق وشی در عدل عدالت چوں عمری
در کانِ حیا عثمان منشی مانند علی باجود و سخا

یعنی اے محبوب سبحانی سچائی میں آپ کامل ہم شبیہ صدیق اکبر ہیں جو سراپا زیب صداقت

ہیں اور عدل کرنے میں آپ حضرت فاروق اعظم کے مثل ہیں اور حیا کرنے میں آپ مثل عثمان غنی ہیں جو حیا کا منشا ہیں جبکہ جود و سخا میں مانند علی المرتضیٰ ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

معین کہ غلامِ نامِ توشد دریوزہ گر اکرام تو شد

شدخواجہ ازاں کہ غلامِ توشد دارد طلب تسلیم و رضا

یعنی (اے پیرانِ پیر) معین الدین آپ کے نام کا غلام و خادم ہوا (اور) آپ کے کرم کا منگتا ہوا

اسی وجہ سے خواجہ و آقا ہوا کہ آپ کا غلام بنا اور ابھی بھی آپ کی تسلیم و رضا کا طلبگار رہے۔

جبکہ امام ہمام اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں عرض گذار ہیں

تاج صدیقی بسر شاہی جہاں آراستی

تیغ فاروقی بقبضہ داورِ گیاں توئی

یعنی اے غوثِ جلی صدیقی تاج آپ کے سر ہے آپ بادشاہ ہیں اور آپ نے جہاں کو آراستہ کیا۔ اے غوثِ جلی تیغ فاروقی کی ملکیت بھی آپ کو حاصل ہے اور جہاں کی حکمرانی آپ کے قبضے میں ہے۔

ہم دو نورِ جان وتن داری وہم سیف وعلم

ہم تو ذوالنورینی وہم حیدر دوراں توئی

یعنی آپ کے جان وتن دو نور ہیں کہ آپ ذوالنورین عثمانی بھی ہیں، آپ سیف و علم کے مالک ہیں کہ آپ حیدر دوراں بھی ہیں۔ (ملخص از عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

یہ تیری چنپئی رنگت حسینی　　حسن کے چاند صبح دل ہے یاغوث

تو اپنے وقت کا صدیق اکبر　　غنی و حیدر وعادل ہے یاغوث

خلاصہ یہ نکلا کہ حضور سیدنا محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب شریف میں چاروں خلفاء حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا فیض اطہر موجزن ہے جس کی بدولت جو اس بارگاہ سے حقیقی منسوب ہو جاتا ہے وہ بھی اس فیض سے سیراب ہو کر صدق وغنا اور عدل وسخا کے چشمے بانٹنے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ:

یہ چشتی سہروردی نقشبندی　　ہر اک تیری طرف مائل ہے یاغوث

بخارا و عراق و چشت و اجمیر　　تری لو شمع ہر محفل ہے یاغوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت　　بس آگے قادری منزل ہے یاغوث

جو تیری یاد سے ذاہل ہے یاغوث　　وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یاغوث

رضا کے کام اور رک جائیں حاشا　　ترا سائل ہے تو باذل ہے یاغوث

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا　　رضا تجھ سے ترا سائل ہے یاغوث

(حدائق بخشش)

اور فقیر حقیر عرض گزار ہے

مقبول تری شان میں ہو یہ تالیف گدا　　بس ترا ہی ذکر رہے عرض یہی ہے یاغوث

☆☆☆☆

مصنف کی دیگر تصانیف

ناشر جامعہ اصغریہ قادریہ، اسکیم 33 کراچی